ابنِ فقیہ العصر استاذ العلماء

حضرت مولانا مفتی سید عبد القدوس ترمذی صاحب مدظلہ

(مہتمم ورئیس الافتاء جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا)

مدرسہ احیاء السنہ و خانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ
فاروقہ (پوسٹ کوڈ ۴۰۰۴۰) ضلع سرگودھا

اللہ والا عالم بننے کیلئے حکیم الاُمّت رحمۃ اللہ تعالیٰ کے دو نسخے

اگر کوئی شخص بڑا اور **متقی عالم** بننا چاہے تو وہ ۲ دو عمل کر لے:

۱ استاد کا **اَدب** کرے،

کیونکہ بے اَدبی سے علم کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔

۲ تقویٰ اور **پرہیزگاری** سے رہے،

کیونکہ گناہگاروں کو اللہ پاک علم کا نُور نہیں دیتا۔

بفیض دعا پیر طریقت عارف وقت حضرت اقدس شاہ ڈاکٹر عبد المقیم صاحب دامت برکاتہم مہتمم یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

اصح الکتب بعد کتاب اللہ باجماع الامۃ ''الجامع الصحیح للامام البخاری''

ابنِ فقیہ العصر استاذ العلماء

حضرت مولانا مفتی سید عبد القدوس ترمذی صاحب مدظلہ

(مہتمم ورئیس الافتاء جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا)

......ناشر......

مدرسہ احیاء السنہ و خانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ

فاروقہ (پوسٹ کوڈ ۴۰۱۰۰) ضلع سرگودھا 0301/0335-6750208

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

ضروری تفصیل

موضوع: درسِ افتتاح وتکمیل بخاری شریف مع اِجازتِ حدیث

بیان: ابن فقیہ العصر اُستاذ العلماء حضرت مولانا مفتی سیّد عبدالقدوس ترمذی صاحب مدظلہم
(مہتمم ورئیس الافتاء جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا)

مقام: مسجد حنفیہ اشرف المدارس، فاروقہ ضلع سرگودھا

تاریخ: ۲۴؍رجب المرجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴؍مئی ۲۰۱۵ء، جمعرات قبل از نمازِ عصر

مرتب: خاکپائے اختؔر ومظہرؔ محمد ارمغان ارمانؔ

اشاعت اوّل: ذیقعدہ ۱۴۳۶ھ/ستمبر ۲۰۱۵ء

تعداد: بارہ سو (۱۲۰۰)

ناشر: مدرسہ احیاء السنہ O خانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ، فاروقہ 40040 ضلع سرگودھا
0301/0335-6750208
ehyaussunnah@gmail.com
www.ehyaussunnah.blogspot.com

نگران طباعت و اشاعت
ابوحماد (قاری) محمد عبیداللہ ساجدؔ
مہتمم مدرسہ احیاء السنہ، فاروقہ ضلع سرگودھا

خلیفہ مجاز
پیرِ طریقت عارفِ وقت
حضرت اقدس شاہ ڈاکٹر عبدالمقیم صاحب دامت برکاتہم

لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک
اِن پتوں سے بھی ہوتی ہے

یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
بالمقابل چڑیاگھر • شاہراہِ قائداعظم • لاہور

انجمن احیاء السنہ
نفیرآباد • باغبانپورہ • لاہور

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

فہرست

جو کھیلوں میں تو نے لڑکپن گنوایا
تو بدمستیوں میں جوانی گنوائی
جو اَب غفلتوں میں بڑھاپا گنوایا
تو پھر یہ سمجھ زندگانی گنوائی

(خواجہ مجذوبؔ رحمہ اللہ تعالیٰ)

عرضِ مرتب

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ ، اَمَّا بَعۡدُ!

ابن فقیہ العصر اُستاذ العلماء مشفقی و محبی حضرت مولانا مفتی سیّد عبد القدوس ترمذی صاحب مد ظلہم (ابن فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی سیّد عبد الشکور ترمذی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ، و مہتمم و رئیس الافتاء جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا) کی ذاتِ گرامی ہمارے علمی و عرفانی حلقوں میں محتاجِ تعارف نہیں ہے، حضرت ایک محقق عالمِ دین، کہنہ مشق مفتی، اکابر و اسلاف کی یادگار اور اُن کی نسبتوں کے امین ہیں۔ حضرت کا اندازِ بیان نہایت عمدہ اور معتدل ہوتا ہے اور اس دوران اشعارِ معرفت جس دردِ دل، سوز و گداز اور کیفیتِ عشقیہ سے پڑھتے ہیں وہ سننے سے تعلق رکھتا ہے۔

۲۴؍ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۴؍ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت ترمذی صاحب مد ظلہم محترمی و مخلصی حضرت قاری محمد عبید اللہ ساجد صاحب مد ظلہم (خلیفۂ مجاز پیرِ طریقت عارفِ وقت مشفقی و محبی حضرت شاہ ڈاکٹر عبد المقیم صاحب مد ظلہم العالی، و مہتمم مدرسہ احیاء السنہ فاروقہ) کی دعوت پر بطورِ مہمانِ خصوصی ''مدرسہ احیاء السنہ'' فاروقہ ضلع سرگودھا کی ایک تقریبِ سعید میں تشریف لائے اس تقریب کا انعقاد محترم قاری صاحب کے بیٹے قاری حماد اللہ ساجد صاحب کی افتتاحِ بخاری اور ان کی تین بیٹیوں کی اختتامِ بخاری کے لیے تھا، نیز کچھ علماء حضرات بھی اجازتِ حدیث لینے کے لیے خواہش مند تھے۔ زیرِ نظر بیان ''درسِ افتتاح و تکمیل بخاری شریف مع اجازتِ حدیث'' اسی موقع پر ہوا۔

بیان کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے محترم قاری صاحب نے ٹیپ سے نقل کروا کر احقر جامع کے سپرد فرمایا کہ اس کو ترتیب دیجیے تا کہ جلد از جلد طبع ہو کر منصۂ شہود پر آسکے۔ نامکمل ہونے کی بناء پر احقر

نے ٹیپ سے دوبارہ نقل کیا، تکرار کو حذف کردیا، کچھ ترمیم واضافہ کرکے عنوانات لگائے اور بیان کردہ روایات کے حوالہ جات درج کردیے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ آج مکمل ہوگیا اور حضرت ترمذی صاحب نے بھی اس کو اِبتداء تا اِنتہاء ملاحظہ فرمالیا ہے۔

دُعا ہے کہ ربِّ کریم اس وعظ کو اپنی بارگاہِ عالی میں شرفِ قبولیت سے نواز کر اُمتِ مسلمہ کے لیے نافع فرما کر حضرت ترمذی صاحب کو مزید ترقیاتِ ظاہری و باطنی مع صحت و عافیت عطا فرمائیں، اور ہم سب کو علمِ نافع اور عملِ صالح عطا فرمائیں، اور ہم سب کو سچے اہلِ علم و اہلِ دل حضرات کے ساتھ جڑے رہنے کی توفیق عطا فرمائیں اور واعظ و مرتب و ناشر کے لیے اسے صدقۂ جاریہ بنائیں۔

اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْن بِحُرْمَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم

خاکپائے اختر و مظہر
محمد ارمغان ارمان
۱۲/ذیقعدہ ۱۴۳۶ھ، جمعة المبارک

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ (۱) اہلِ ذکر سے مراد علماء ہیں

ارشاد فرمایا کہ: اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے جمع کے صیغہ سے نازل فرمایا: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ کہ ہم نے ذکر کو نازل کیا۔ یہاں پر میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ایک عجیب علمِ عظیم بیان فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کو ''اہلِ ذکر'' فرمایا ہے اور قرآن شریف کو ''ذکر'' فرمایا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ علماء کو زیادہ تلاوت کرنی چاہیے، اور فرماتے تھے کہ جو عالم اللہ کو یاد نہ کرے، وہ عالم نہیں ہے بلکہ ''ظالم'' ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علماء کا نام اہلِ ذکر رکھا ہے۔ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اگر تم لَا تَعْلَمُوْنَ ہو تو یَعْلَمُوْنَ لوگوں سے پوچھو جن کو اہلِ ذکر سے تعبیر فرمایا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اَلْمُرَادُ بِاَهْلِ الذِّكْرِ الْعُلَمَآءُ بِاَخْبَارِ الْاُمَمِ اہلِ ذکر سے مراد علماء ہیں جو تمام اُممِ سابقہ کے حالات سے باخبر ہیں۔ (عظمتِ حفاظ کرام: ۱۵)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

درسِ افتتاح وتکمیل بخاری شریف مع اِجازتِ حدیث

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ وَ نَسۡتَعِیۡنُہٗ وَ نَسۡتَغۡفِرُہٗ وَ نُؤۡمِنُ بِہٖ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیۡہِ وَ نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُوۡرِ اَنۡفُسِنَا وَ مِنۡ سَیِّئَاتِ اَعۡمَالِنَا مَن یَّھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَن یُّضۡلِلۡہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ وَ نَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدِنَا وَ مَوۡلَانَا وَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدً عَبۡدُہٗ وَ رَسُوۡلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ، اَمَّا بَعۡدُ!

بزرگانِ محترم، معزز حاضرینِ کرام اور عزیز طلبا! اِسی طرح میری اسلامی مائیں، بہنیں اور عزیز بیٹیاں، عزیز طالبات! اس وقت صحیح بخاری شریف کا پہلا باب اور اُس کی پہلی حدیث، اِسی طرح آخری باب اور آخری حدیث پڑھی گئی ہے۔ یہ انتہائی بابرکت مجلس اور محفل ہے۔

دَورۂ حدیث کی تکمیل پر مبارک باد:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بڑا فضل وکرم ہوا ہے کہ اس نے ہمارے برادر گرامیٔ قدر قاری عبید اللہ ساجد صاحب زید مجدہم کے عزیز بیٹے قاری حماد اللہ سلمہٗ اور تین بیٹیوں کو یہ سعادت حدیث پاک کی عطا فرمائی۔ عزیزم حماد نے کل مشکوٰۃ شریف مکمل کی ہے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ اور آج بخاری شریف کا افتتاح کیا اور اس کی پہلی حدیث پڑھنے کی سعادت حاصل کی، جبکہ تین عزیز طالبات اور ہماری بیٹیوں نے بخاری شریف کی آخری حدیث سننے کی سعادت حاصل کی اور اِس طرح دَورۂ حدیث شریف اُن کا مکمل ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب عزیزوں اور عزیزات کو علمِ نافع اور عملِ صالح کی توفیق عطا فرمائیں اور

ہمیشہ قرآن وسنت اور دین کی خدمت کے لیے ان کو قبول ومنظور فرما کر اپنے آباؤ اجداد کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں (آمین)۔

میں انتہائی مسرت اور خوشی کے ساتھ اپنے بھائی قاری عبیداللہ ساجد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کو بہت بہت مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اِسی طرح ان عزیزوں کی والدہ کو بھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کے لیے یہ عظیم سعادت ہر اعتبار سے مبارک فرمائیں (آمین)۔

واقعۃً یہ بڑی خوشی کا موقع ہے خاص طور پر قاری عبیداللہ ساجد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے لیے، ان کے گھر والوں کے لیے، وہ جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کریں کم ہے۔ حق تعالیٰ نے یہ بہت بڑی اِن کو سعادت عطا فرمائی کہ چار بچوں اور بچیوں کو اس نعمت سے نوازا ع

دن گنے جاتے تھے جس دن کے لیے

ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ

ے این سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اللہ تعالیٰ کا جس پر فضل ہو حق تعالیٰ ان کو یہ نعمت عطا فرماتے ہیں۔ میں اسی طرح اس ادارہ کے عزیز نوجوان فاضل علماء کو بھی بہت بہت مبارک باد پیش کرتا ہوں جنھوں نے اَنتھک محنت اور جد وجہد کی اور مَاشَآءَاللہ اس کے نتیجہ میں آج ہمیں یہ خوشی کا دن دیکھنا نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مساعی کو بھی قبول ومنظور فرمائے اور مزید دین کی خدمت کے لیے اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

’’فاروقہ‘‘ ضلع سرگودھا کی سرزمین پر علمِ دین کا ایک نادِر واقعہ:

اس وقت فاروقہ کی سرزمین پر یہ ایک ایسا نادِر واقعہ سامنے آرہا ہے جس کی مجھے پہلے کوئی مثال یاد نہیں ہے۔ خاندانی اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو یقیناً یہ ایک نادِر چیز ہے کہ ایک ہی خاندان کے چار بہن بھائیوں کو بیک وقت ایک عظیم سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اور دوسرا یہ کہ ایک ہی محفل اور مجلس

میں متعدد علماء مَاشَآءَاللّٰہ جمع ہیں؛ ہمارے عزیز محترم قاری مولوی محمد جمیل سلمہ اللّٰہ تعالیٰ، مولوی تنزیل سلمہ اللّٰہ تعالیٰ، اور یہ ہمارے عزیز تشریف لائے ہیں جامعہ بنوری کے فاضل ہیں مولوی رضوان الحق سلمہ اللّٰہ تعالیٰ، مولوی سمیع اللّٰہ سلمہ اللّٰہ تعالیٰ اور ہمارے عزیز مولوی ربّ نواز سلمہ اللّٰہ تعالیٰ۔ یہ سب حضرات پہلے ہی دَورۂ حدیث شریف کر چکے ہیں لیکن اس وقت ان کا بھی یہ اجتماع ہے اور یہ ایک بڑی بابرکت محفل ہے۔

حضرت ترمذی صاحب کا اظہارِ خوشی اور ایک خواہش:

یہاں پر آکر میرا دِل تو یہ چاہ رہا تھا کہ ایسے وقت میں یہ تقریب کی جاتی کہ فاروقہ اور گردو نواح کے مسلمانوں کو بھی اس میں شامل ہونے کا موقع ملتا، لیکن ہمارے حضرات کو طالبات کے اعتبار سے یہی وقت زیادہ مناسب معلوم ہوا اس لیے انھوں نے یہ وقت طے کرلیا۔ ورنہ ضرورت اس بات کی محسوس ہورہی ہے کہ ہم ایسے وقت میں بیٹھتے کہ کھلا وقت ہوتا اور اس میں پورا علاقہ اور پورا شہر سب حضرات اس محفل میں شرکت کرتے، کیونکہ یہ بڑی سعادت مند گھڑیاں ہیں اور ایک انوکھا واقعہ بھی ہے کہ بیک وقت ایک ہی والدین کی اولاد اور چار بہن بھائی کا حدیث پاک کے حوالہ سے اجتماعی طور پر اس طرح جمع ہونا، مجھے فاروقہ میں سے پہلے اس طرح کا کوئی اجتماع یاد نہیں آرہا اور آئندہ شاید کسی کو اللّٰہ تعالیٰ یہ سعادت عطا فرمادیں تو یہ اُنھیں معلوم ہے۔

لیکن بہرحال میں ایک مرتبہ پھر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور آپ بڑے حضرات جو سمجھ دار ہیں اس محفل میں تشریف فرما ہیں ان کو بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں، انھیں اس پر خوش ہونا چاہیے اور ہم سب کو بھی اس عظیم نعمت کی قدر کرنی چاہیے کہ یہ کتنی بڑی سعادت اور نعمت حق تعالیٰ نے عطا فرمادی ہے۔

خواتین اپنی اولاد کو علمِ دین ضرور پڑھائیں:

جو خواتین تشریف لائی ہیں وہ بھی اس پر خوشی اور مسرت کے اظہار کے ساتھ ساتھ اس پر اللّٰہ تعالیٰ کا شکر اَدا کریں اور یہ سبق بھی حاصل کریں کہ ہم بھی اپنی اولاد کو دین کی طرف لگائیں۔

مَاشَآءَ اللّٰہ ہمارے بھائی قاری عبید اللہ ساجد صاحب نے تینوں بچیوں کو دین پڑھایا، قرآنِ کریم خود پڑھایا اچھے انداز اور تجوید کے ساتھ، کیونکہ خود پڑھے ہوئے ہیں اس لیے صحیح پڑھایا اور پھر اس کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰہ بچیوں نے درسِ نظامی کا نصاب بھی چار سال میں پڑھ کر مکمل کیا۔ تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی اولاد کو اس طرف لگائیں اور پڑھائیں ورنہ تو آج لوگ سکول، کالج، یونیورسٹیوں کی طرف بھاگ رہے ہیں، ہمارا زیادہ تر رُجحان اس طرف ہوگیا ہے۔ وہ تعلیم بھی کسی حد تک حاصل کی جاسکتی ہے اور ضرورت کی حد تک اس کو پڑھنا بھی ممکن ہے، شاید جائز بھی ہو، لیکن جو اصل تعلیم ہے وہ ''دین کا علم'' ہے۔ اس لیے سب سے پہلے بچوں کو دین پڑھانا یہ بہت ضروری ہے۔

ان کے والد ماجد حضرت مولانا محمد عبد اللہ ارشد صاحب رحمۃ اللہ علیہ [1] انھوں نے ہمارے اکابر بزرگوں سے دین کا علم حاصل کیا اور بڑے عرصۂ دراز تک مختلف جگہ پر خدمات کے بعد اس فاروقہ شہر میں اُنھوں نے خدمات سرانجام دیں اور مَاشَآءَ اللّٰہ قاری عبید اللہ صاحب نے بھی قرآنِ

---

[1] آپ کی پیدائش تقریباً ۱۹۲۳ء کو ''مُڈھ''، تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد دینی تعلیم کے لیے مختلف مدارس؛ جھاوریاں (ضلع سرگودھا)، اُم المدارس لائل پور (موجودہ فیصل آباد)، اَمرتسر (انڈیا)، دارُ العلوم کبیر والا (ضلع خانیوال)، جامع ترمذی (گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ) میں گئے اور اپنے وقت کے اکابر علماء مثلاً حضرت مولانا مولا بخش فاضل دارُ العلوم دیوبند، مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود، امام اہلِ سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے علمی استفادہ کیا۔ دَورۂ حدیث ''مدرسہ خادمِ علومِ نبوت'' کٹھیالہ شیخان ضلع منڈی بہاء الدین میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سلطان محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (شاگردِ رشید شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی وخلیفۂ مجازِ صحبت حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہما اللہ تعالیٰ) سے کیا۔ حضرت مولانا نذیر احمد کرنالی رحمۃ اللہ علیہ (خلیفۂ مجازِ بیعت حضرت تھانوی قدس سرہٗ) نے اپنی وفات سے قبل آپ کے سرِ مبارک پر دستارِ فضیلت بھی رکھی۔

علم سے فراغت کے بعد آپ نے فاروقہ میں جامع مسجد گنبد والی (فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں درس وتدریس کا کام کیا، تقریباً پینتیس (۳۵) سال تک بلاناغہ درسِ قرآن بعد نمازِ فجر دیتے رہے۔ توحید کا پرچار، رُسومات کا رَدّ، سنت کو عام اور علمائے حق کا دفاع کیا اور بیسیوں حفاظ، علماء اور قاری ان کی محنت سے تیار ہوئے۔ بالآخر آپ ۱۰ رجولائی ۱۹۹۵ء بروز پیر ساڑھے سات بجے دِن خالقِ حقیقی سے جاملے۔ نور اللہ مرقدہٗ

پاک پڑھا اور پھر اس کی خدمات میں یہ لگے ہوئے ہیں، آگے اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں بھی یہ سلسلہ جاری فرمادیا؛ بچوں میں بھی اور مَاشَآءَاللہ بچیوں میں بھی، اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول و منظور فرمائے اور ہمیں ہمیشہ ان نعمتوں کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔

اس کے بعد اب میں مختصر وقت میں کوشش کروں گا کہ چند باتیں آپ سب طلبا و طالبات اور سامعین و سامعات کی خدمت میں اس حدیث کے حوالے سے عرض کروں جو حدیث پاک ابھی پڑھی گئی ہے۔

پہلی حدیث، اعمال میں ''نیت'' کی اہمیت:

پہلی حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''صحیح بخاری شریف'' کے آغاز میں لے کر آئے ہیں کہ:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

''تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے''۔

نیت صحیح ہوگی تو بات بنے گی، اگر نیت صحیح نہ ہوگی تو پھر وہ عمل ضائع اور بے کار ہو جائے گا۔ علماء نے اس حدیث کی بڑی وضاحت اور تفصیل بیان کی ہے، اور اس کو بنیاد قرار دے کر فرماتے ہیں کہ جو بھی کام کر رہے ہو اس میں یہ دیکھو کہ نیت کیا ہے؟ ہر اچھے کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت ہونی چاہیے تو وہ عبادت اور ثواب کا کام بن جائے گا۔

اسی طرح پڑھنے اور پڑھانے میں بھی ہماری نیت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی ہو کہ وہ راضی ہو جائیں اور ہم ان کے احکام پر عمل پیرا ہو کر اللہ کو راضی کر لیں، مقصد ہمارا یہی ہونا چاہیے۔ عالم کہلوانا، حافظ کہلوانا، قاری کہلوانا، عالمہ، حافظہ، قاریہ، فاضلہ کہلوانا یہ پڑھنے کا مقصد ہرگز نہیں ہے، کیونکہ دین اللہ کی رضا کے لیے پڑھا جاتا ہے۔ مقولہ ہے شاید امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا کہ ؎

طَلَبْتُ الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللهِ

فَاَبَىٰ اَنْ يَّكُوْنَ الْعِلْمُ اِلَّا لِلّٰهِ

ہم نے تو علم اس لیے طلب کیا تھا کہ ہمارا وقت گزر جائے گا، لیکن علم نے یہ انکار کر دیا اور یہ کہا کہ نہیں! علم اگر پڑھنا ہے تو صرف اللہ کے لیے پڑھو، اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائیں۔ اور دین کا علم واقعتاً بہت بڑی نعمت اور سعادتِ عظمیٰ ہے، بڑے بڑے حکمران، سلاطین اور ملوک اس سے محروم ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم جیسے طلبا اور طالبات کو عطا فرما رہے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان اور انعام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کی ایک علامت (قولِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ):

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِسی لیے ارشاد فرماتے ہیں کہ ؎

رَضِیْنَا قِسْمَۃَ الْجَبَّارِ فِیْنَا
لَنَا عِلْمٌ وَ لِلْجُھَّالِ مَالُ

(دیوان الامام علی: ۱۴۵، بیروت)

ہم تو اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دین کا علم عطا کر دیا اور جاہلوں کو اللہ تعالیٰ نے مال دے دیا۔ مال مل جانا یہ کوئی دلیل نہیں ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دُنیا اُن لوگوں کو بھی عطا کرتے ہیں جن سے راضی ہیں، جن سے محبت کرتے ہیں، اور مَنْ لَّا یُحِبُّ جس سے محبت نہیں کرتے یہ دُنیا اس کو بھی عطا کر دیتے ہیں، اور فرمایا:

وَلَا یُعْطِی الدِّیْنَ اِلَّا لِمَنْ اَحَبَّ

(عن عبداللّٰہ بن مسعود، رواہ احمد فی المسند: ۱۸۹/۶(۳۶۷۲)، بیروت)

اور دین صرف ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ عطا کرتے ہیں جن سے محبت ہو۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی ہے کہ وہ دین کا علم عطا فرما رہے ہیں، یہ علامت ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ ہم سے محبت کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اگر محبت نہ فرماتے تو دین کا یہ علم عطا نہ فرماتے۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا فرما رہے ہیں! کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اس تقسیم پر بالکل دل و جان سے راضی ہیں۔ لَنَا عِلْمٌ وَ لِلْجُھَّالِ مَالُ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں علم عطا کر دیا اور جاہلوں کو مال دے دیا۔

فَاِنَّ الْمَالَ يَفْنٰى عَنْ قَرِيْبٍ
وَاِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَا يَزَالُ

مال تو عنقریب ختم ہو جائے گا اور علم ایک ایسی نعمت اور ایک ایسی دولت ہے وَاِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَا يَزَالُ وہ ہمیشہ رہے گا، علم ہمیشہ رہنے والی چیز ہے اس کو آپ سے کوئی چھین نہیں سکتا یہ ایسی دولت اور ایسی نعمت ہے۔ عالم صحیح معنیٰ میں عالم ہو، اِستعداد ہو اور اللہ کے لیے علم پڑھا ہو، تو جس مقام پر بھی وہ پہنچے گا اور جہاں بھی جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو درجے عطا فرمائیں گے، اس لیے کہ وہ خود قرآن کریم میں یہ اعلان فرما چکے ہیں کہ:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ

(المجادلة:۱۱)

ایمان والوں کے درجے بلند کرتے ہیں، اور جن کو اللہ نے صحیح طور پر دین کا علم عطا فرمایا ہے اُن کے متعلق فرماتے ہیں کہ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ علم والوں کے تو بڑے درجے ہیں۔

تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے شروع میں یہ حدیث لا کر ہمیں تنبیہ کی ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کہ تمھاری نیتوں پر ہے کہ تم کس لیے پڑھ رہے ہو؟ اگر نیت صحیح ہے تو پھر تم کامیاب ہو۔ کبھی بھی دین کے علم کو دُنیا کے حصول کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔ دین کس لیے ہوتا ہے؟

اِبْتِغَآءَ لِوَجْهِ اللّٰهِ وَرِضَآءِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہوتا ہے، مقصد یہ ہونا چاہیے۔ اور علم کی اصل حقیقت کیا ہے؟ وہ آگے آرہی ہے آخری حدیث میں جو پڑھی گئی ہے۔

صحیح بخاری کا آخری باب، روزِ قیامت وزنِ اعمال کے لیے ترازو قائم ہونا:

پہلی حدیث لائے کہ نیتیں صحیح کرو، اور آخر میں یہ باب لائے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عدل وانصاف کیلیے میزان قائم کریں گے، ترازو قائم کریں گے اور اس میں اعمال کا وزن کیا جائے گا۔

بَاب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ

اس میں قرآنِ پاک کی ایک آیت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ○

(الانبیاء: ۴۷)

ایک رَائی کے دانہ کے برابر بھی کسی کا عمل ہوگا ہم سامنے لے آئیں گے اور حساب کے لیے ہم کافی ہیں۔

وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

(البقرۃ: ۲۰۲)

اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والے ہیں۔

پچاس ہزار سال کا دن ہوگا، لیکن مسلمان کو یوں لگے گا جیسے ظہر سے عصر تک کا وقت ہوتا ہے، اُس کے لیے یہ دن مشکل نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ آسان فرما دیں گے۔ لیکن فرما رہے ہیں کہ حساب ہوگا وہاں پر!

اعمال اور اقوال دونوں کا وزن ہوگا:

وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ اٰدَمَ وَقَوْلَهُمْ يُوْزَنُ

اور بنی آدم کے اعمال کا بھی وزن ہوگا اور اُن کے اقوال کا بھی وزن کیا جائے گا۔ دراصل یہاں اسی مقصد کے لیے ہمیں بھیجا گیا، کس مقصد کے لیے؟ اللہ کی عبادت کے لیے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○

(الذّٰریٰت: ۵۶)

یہ مت سمجھئے کہ ہمارے عمل بے کار، ہماری زندگی بے کار، جس طرح جی چاہے اس کو استعمال کیا جائے، ایسا نہیں ہے بلکہ ہر ہر عمل کا حساب ہوگا۔ ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ ہم مَر جائیں گے لیکن اُس کے بعد ایک حیات ہوگی، اللہ تعالیٰ پھر زندہ فرمائیں گے، حشر نشر ہوگا، وہاں یہ حساب کتاب سب لیے

جائیں گے۔ جبکہ کافر کا عقیدہ یہ ہے کہ کوئی حساب کتاب نہیں ہے، موت کے بعد کوئی زندگی ہی نہیں۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مشرک بوسیدہ ہڈیاں اُٹھا کر کہا کرتے تھے کہ انھیں کون زندہ کر سکتا ہے؟

قَالَ مَن يُّحۡىِ الۡعِظَامَ وَهِىَ رَمِيۡمٌ ○
قُلۡ يُحۡيِيۡهَا الَّذِىۡۤ اَنۡشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلۡقٍ عَلِيۡمٌ ○

(یٰسٓ: ۷۸، ۷۹)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کو بتاؤ! وہی ذاتِ اقدس جس نے انسان کو پہلے پیدا کیا دوبارہ بھی وہی زندہ کرے گا۔ تو حساب ہوگا، اعمال کا وزن کیا جائے گا، اقوال کا بھی وزن ہوگا، زبان سے جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کو تولا جائے گا۔ اس لیے اپنے قول کو بھی، عمل کو بھی اور فعل کو بھی دُرست رکھیے، وہاں ہم نے اس کا حساب دینا ہے ہر چیز ریکارڈ ہو رہی ہے۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَا يَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَيۡهِ رَقِيۡبٌ عَتِيۡدٌ ○

(قٓ: ۱۸)

جو کچھ بول رہے ہیں وہ لکھا جا رہا ہے اس کا ریکارڈ ہو رہا ہے، وہاں سب سامنے آجائے گا۔ اُس وقت جو کافر ہوں گے وہ اپنے اعمال نامے دیکھ کر کانپ رہے ہوں گے، اور کیا کہیں گے؟ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَوُضِعَ الۡكِتٰبُ فَتَرَى الۡمُجۡرِمِيۡنَ مُشۡفِقِيۡنَ مِمَّا فِيۡهِ وَيَقُوۡلُوۡنَ
يٰوَيۡلَتَنَا مَالِ هٰذَا الۡكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيۡرَةً وَّلَا كَبِيۡرَةً اِلَّاۤ اَحۡصٰهَا
وَوَجَدُوۡا مَا عَمِلُوۡا حَاضِرًا وَلَا يَظۡلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ○

(الکھف: ۴۹)

"اور (اعمال کی) کتاب سامنے رکھ دی جائے گی، چنانچہ تم مجرموں کو دیکھو گے کہ وہ اُس کے مندرجات سے خوف زدہ ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ: "ہائے ہماری بربادی! یہ کیسی کتاب ہے جس نے ہمارا کوئی چھوٹا بڑا عمل ایسا نہیں چھوڑا جس کا پورا اِحاطہ نہ کر لیا ہو"۔ اور وہ اپنا سارا کیا دھرا اپنے

سامنے موجود پائیں گے۔ اور تمھارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا"۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

نیز ارشاد فرماتے ہیں:

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

(البقرة: ۲۸۱)

"اور ڈرو اس دن سے جب تم سب اللہ کے پاس لوٹ کر جاؤ گے، پھر ہر ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا ہے پورا پورا دیا جائے گا، اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا"۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

قیامت کا دن ضرور آئے گا، وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہوگا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اُسی کا ذکر کیا۔

آخری باب میں معتزلہ (عقل پرستوں) کا ردّ:

اصل میں کچھ لوگ "وزنِ اعمال" کا انکار کر رہے تھے، معتزلہ وغیرہ کہتے تھے کہ "یہ وزن نہیں ہوسکتا، اَعراض ہے؛ انسان جو عمل کرتا ہے وہ اعراض ہیں، کسی محل میں قائم ہی نہیں اس کا وزن کیسے کیا جائے گا؟ یہ عقل کے خلاف بات ہے"۔

ان کی عقل ہی ایسی تھی "عقلِ نارسا"، شریعت کو اور دین کے احکام کو اپنی نارسا عقل کی بنیاد اور کسوٹی پر تولنے کا یہ فلسفہ اُن کا غلط محض تھا۔ اس لیے کہ "ایمان" کس کو کہتے ہیں؟ حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

الٓمّٓ ○ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○

(البقرة: ۱-۳)

"الٓمّٓ (۱) یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں، یہ ہدایت ہے ان ڈر رکھنے والوں کے لیے (۲) جو بے دیکھی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا

ہے اُس میں سے (اللہ کی خوشنودی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں (۳)''۔(آسان ترجمۂ قرآن)

ایمان تو یہ ہے کہ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ۔ اگر عقل کی رُو پر تسلیم کرنا ہے اور ماننا ہے، تو یہ ایمان نہیں ہے۔ اور اُن کا فلسفہ بھی یہی تھا کہ جو بات ہماری سمجھ میں آجائے وہ صحیح ہے اُس کو ہم مانتے ہیں اور جو چیز ہماری سمجھ میں نہ آئے وہ غلط ہے اُس کو ہم نہیں مانتے۔ یہ فلسفہ ان کا غلط محض ہے۔

اللہ کے بندو! اَعراض کیوں نہیں تُل سکتے؟ آج آپ دیکھ لیجیے! تھرمامیٹر اِیجاد ہو چکا ہے، بخار کی حرارت کا وزن ہو رہا ہے کہ نہیں ہو رہا؟ ۹۸ درجے ہے، ۱۰۱ درجے بخار ہے، ۱۰۳ ڈگری ہے۔ یہ اَعراض تُل رہے ہیں کہ نہیں تُل رہے؟ تم اَعراض تول رہے ہو تو اللہ تعالیٰ کو کیا چیز مانع ہے؟ وہ اس پر قادر نہیں؟ تو بہرحال حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان معتزلہ کا رَدّ فرمایا اور یہ باب قائم کیا۔

لفظ ''قِسط'' کی تشریح:

اس کے بعد پھر امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ:

وَ قَالَ مُجَاهِدُ الْقِسْطَاسُ الْعَدْلُ بِالرُّوْمِيَّةِ

''قِسْط'' کا لفظ ''قِسْطَاس'' سے ہے اور قِسْطَاس ''عدل'' کو کہتے ہیں اور یہ رُومی زبان میں کہا جاتا ہے۔ قرآنِ پاک میں اور زبانوں کے کچھ الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں، علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر مستقل رسالہ [1] لکھا ہے۔ اور آگے فرمایا:

وَ يُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَ هُوَ الْعَادِلُ

قِسْط یہ مُقْسِط کا مصدر ہے قَاسِط کا نہیں ہے، کیونکہ مُقسِط عادل کے معنیٰ میں ہے:

وَ اَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَآئِرُ

قَاسِط ''ظالم'' کو کہتے ہیں۔ قرآنِ کریم میں بھی ہے:

وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا○

(الجن: ۱۵)

''اور رہے وہ لوگ جو ظالم ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہیں''۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

---

[1] اس کا نام ''المهذب فيما وقع فى القرآن من المعرب'' ہے۔

امام بخاری کی سندِ حدیث:

پھر امام بخاری نے اپنی سند پیش کی ہے: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابَ، یہ اِن کے اُستاذ ہیں، اور اُن کے استاذ مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، پھر عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، ان کے استاذ أَبُوْ زُرْعَةَ، پھر اُن کے استاذ حضرت أَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، وہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔

تو سند بیان کی، کیوں؟ اس لیے کہ جب تک حدیث پاک کی سند موجود نہ ہو، کیا پتہ ہے کہ اس کلام کا کیا درجہ ہے اور کیا مقام ہے؟ ثابت بھی ہے یا نہیں ہے؟

حضرت ترمذی صاحب مدظلہ کی سند بخاری شریف:

ہمارے عزیز رضوان الحق سلمہ، مولوی تنزیل صاحب اور مولانا سمیع اللہ صاحب کا مطالبہ ہو رہا ہے کہ ہمیں اجازتِ حدیث دی جائے اور سند پیش کی جائے۔ تو امام بخاری تو اپنی سند بیان کر رہے ہیں اور ہماری سند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تک وہ میں عرض کر دیتا ہوں اور اس کے بعد امام شاہ ولی اللہ سے لے کر امام بخاری تک کی جو سند ہے وہ مقدمہ کتاب کے آخر میں موجود ہے۔

میں نے ''بخاری شریف'' کی دونوں جلدیں مکمل آج سے تقریباً ۴۵ سال قبل حضرت شیخ مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور سے پڑھیں، اور اُنھوں نے شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ سے، اور اُن کے استاذ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، اور اُنھوں نے حجۃ الاسلام بانی دارُالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا، اور اُن کے استاذ شاہ عبدالغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ، اور اُن کے استاذ شاہ اسحٰق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، اور اُنھوں نے اپنے نانا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا، اور اُنھوں نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اسانید مشہور ہیں، ''الیانع الجنی''، ''الازدیاد السنی'' اور ''العناقید الغالیۃ من الاسانید العالیۃ'' ان کتابوں میں بھی محفوظ اور موجود ہیں۔

اس موضوع پر ہمارا ثبت بھی تیار ہو چکا ہے، جس میں حدیث پاک کی دس کتابوں [1] کی پوری اسانید مجھ سے لے کر نبی کریم ﷺ تک موجود ہیں؛ "التحفة الترمذية لاجازة كتب الاحاديث النبوية " کے نام سے۔ اور مسلسلات کی اجازت جو مجھے اپنے بزرگوں سے حاصل ہے، ان کی بھی اسانید پورے طور پر ثبت میں محفوظ ہیں؛ " التحفة العثمانية لاجازة المسلسلات الثمانية " کے نام سے میرا الگ رسالہ ہے [2]۔

دیگر مشائخِ حدیث کا تذکرہ:

حضرت شیخ محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ بحر العلوم جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ محمد موسیٰ الروحانی البازی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبدالرحمٰن الاشرفی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا عبیداللہ القاسمی صاحب مدظلۂ العالی اور حضرت شیخ مولانا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم العالیہ یہ سب میرے اساتذۂ حدیث ہیں۔

اور ان کے علاوہ اپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب نور اللہ مرقدہٗ، حضرت مولانا رشید احمد القاسمی رحمۃ اللہ علیہ جو ہمارے بزرگ اور سُسر محترم تھے، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے حضرت مولانا اَنظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب دامت برکاتہم، شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم، مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم، حضرت مولانا شریف اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، جدّہ (السعودیہ) کے عالم

---

[1] (۱) الجامع الصحيح للبخاری، (۲) الجامع الصحيح لمسلم، (۳) الجامع الكبير، الشهير بالسنن للترمذی، (۴) السنن لابی داؤد، (۵) السنن لابن ماجه، (۶) المجتبى من السنن للنسائی، (۷) المؤطا برواية يحيى، (۸) المؤطا برواية محمد، (۹) شرح معانی الآثار للطحاوی، (۱۰) الشمائل المحمدية للترمذی۔

[2] ان دونوں رسائل کا مجموعہ "التحفة الترمذية و تليها التحفة العثمانية" کے نام سے شائع ہو چکا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰه۔ اہلِ علم حضرات یہ رسالہ سو (۱۰۰) روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے طلب کر سکتے ہیں۔

بزرگ شیخ عبداللہ الناخی رحمۃ اللہ علیہ جن کی ۱۲۰ سال عمر ہوئی، پلندری کشمیر کے بزرگ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی البرنی مہاجر المدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرتِ اقدس شیخ مولانا سلیم اللہ خان صاحب مدظلہم، حضرت مولانا افتخار الحسن کاندھلوی مدظلہم، حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم اِن حضرات سے اور دیگر بعض شیوخ سے مجھے اجازاتِ حدیث حاصل ہیں، یہ اجازات میرے ثبت میں بڑی تفصیل کے ساتھ لکھ دی گئی ہیں۔

دَورۂ حدیث کرنے والوں کو اجازتِ حدیث:

ہمارا طریقہ یہ ہے کہ طالب علم نے کم سے کم موقوف علیہ کیا ہوا ہو اور جو دَورۂ حدیث شروع کر رہا ہو اس کو بھی اجازت دی جاسکتی ہے۔

تو اِن عزیز طالبات کو جنھوں نے اس وقت دَورۂ حدیث شریف یہاں پڑھا جو حضرت قاری عبیداللہ صاحب مدظلہٗ کی بیٹیاں ہیں ان کو اور عزیزم حماد اللہ سلمہ کو اور آپ سب حضرات جو اس وقت یہاں علماء ہیں دَورۂ حدیث کر چکے ہیں، ان سب کو میں اپنی تمام مرویات جتنی بھی اپنے اساتذہ سے ہیں؛ پاکستان میں، ہندوستان میں، مدینہ منورہ وغیرہ میں جتنے بھی میرے شیوخ ہیں، علماء ہیں جن سے مجھے حدیث پاک کی اجازات حاصل ہیں وہ سب اجازات میں آپ سب کو عطا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرمائے (آمین)۔

احادیثِ مسلسلہ:

احادیثِ مسلسلات کی اجازت کے لیے اِنْ شَآءَ اللہ پھر کسی وقت حاضری ہوگی اور اُس میں آپ کو مسلسلات کی اسناد پیش کر دی جائیں گی؛ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا یا آپ آجائیں گے جیسے مناسب ہوگا۔

ایک حدیثِ مسلسل اُس میں ایسی ہے جس کا تعلق ''دس محرم'' کے ساتھ ہے، صرف دس محرم کو اس کی اجازت ہو سکتی ہے اُس کے علاوہ اور کسی تاریخ میں اُس کی اجازت نہیں ہوتی، وہ ہے ''المسلسل بیوم عاشوراء''۔ تو دس محرم الحرام کو اللہ نے چاہا تو پھر یہ اجازت ہوگی صرف اُن کو جو

وہاں پہنچیں گے، اس کے لیے آپ کو ہمارے پاس آنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ جو مسلسلات ہیں ان کی اجازت کہیں بھی اور کسی وقت بھی آپ کو دی جاسکتی ہیں۔ اور پھر آپ کو سند بھی پیش کر دی جائے گی۔

اپنے مشائخِ حدیث کو دُعاؤں میں یاد رکھنے کی شرط:

بہر حال یہ میری طرف سے آپ سب حضرات کو اجازت ہوگئی، آپ کی درخواست بھی مکمل ہوگئی۔ اور میں اجازت اسی طریقہ سے دے رہا ہوں جس طریقہ پر اپنے اکابر مشائخ اور علما سے مجھے اجازت ہے، اس شرط کے ساتھ کہ:

اَن لَّا تَنْسَوْنَا وَ مَشَائِخِنَا و اَسَاتِذَتِنَا فِیْ دَعْوَاتِکُمُ الصَّالِحَة

ہمارے مشائخ اور اساتذہ کو بھی اور ہمیں بھی اپنی دُعاؤں میں آپ یاد رکھیں گے۔ اس شرط کے ساتھ آپ سب کو اجازت ہے جو اس کے اہل ہیں۔ یہ اجازت عوام کو نہیں دی جارہی ہے۔

مکہ معظّمہ میں دورانِ طواف اجازتِ حدیث حاصل ہونا:

ابھی میں جب مکہ معظّمہ میں حاضر ہوا تو طواف کے دوران مجھے اپنے ایک شیخ سے اجازت حاصل ہوئی ہے یعنی حضرت شیخ مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم سے۔ اور حضرات اُن سے اجازت لے رہے تھے تو میں نے بھی اُن سے درخواست کر دی، طواف کے تین چکروں کے بعد حضرت نے ہمیں وہاں اجازت عطا فرمائی۔ جَزَاھُمُ اللہ خَیْرًا

کس شیخِ حدیث سے کس درجہ کا تعلق ہوا؟ مختصر تفصیل:

جن شیوخ سے مجھے اجازت ہے اُس کی آپ کو بھی میں اجازت دے رہا ہوں، اس اجازت کے اعتبار سے شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامت مجدّد الملّت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرتِ اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، یہ تمام حضرات اکابر و

مشائخ اکثر ان میں سے میرے دادا استاذ ہیں اور بعض پڑدادا استاذ ہیں۔تو آپ میں سے بھی یہ کسی کے پڑدادا استاذ ہوں گے اور کسی کے سکڑ دادا استاذ ہوں گے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ میرے دادا استاذ ہیں، ہمارے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے براہِ راست بخاری شریف اور ترمذی شریف دو کتابوں کا درس لیا ہے۔اور علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی میرے دادا استاذ ہیں، حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے براہِ راست شاگرد ہیں۔اسی طریقہ سے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے تلامذہ سے پڑھنے کی اور اجازتِ حدیث حاصل کرنے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔

دو نام اور باقی یاد آ گئے! امام اہلِ سنت حضرت شیخ مولانا محمد سرفراز صاحب صفدر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بھائی حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمارے استاذ حدیث ہیں، اس اعتبار سے حضرت مولانا حسین علی صاحب واں بچھرانوی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے وہ میرے دادا اور آپ کے پڑدادا استاذ ہو گئے۔اور اسی طریقہ پر مجھے حضرت صوفی عبدالحمید صاحب سواتی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازتِ حدیث حاصل ہوئی وہ حضرت مدنی کے شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ امام اہلِ سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے بھی شاگرد ہیں، تو اس طرح حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ بھی میرے دادا استاذ ہوئے۔

یہ بات آپ پر واضح ہو چکی ہے کہ امام اہلِ سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی، شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا حسین علی واں بچھرانوی، حکیم الاسلام حضرت قاری محمد طیب صاحب، حضرت علامہ مولانا ظفر احمد عثمانی، شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی اور اس کے علاوہ دوسرے اکابر و مشائخ رحمۃ اللہ علیہم ان سب بزرگوں سے ایک واسطہ سے مجھے اجازتِ حدیث حاصل ہے، یہ سب میرے دادا استاذ بنتے ہیں اور آپ کے پڑدادا استاذ۔

اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری

رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ یہ میرے پڑداداستاذ ہیں اور آپ کے سکڑ دادا استاذ بن جائیں گے۔

آپ کو یہ اس لیے بتادیا کہ آپ کو اس اجازتِ حدیث کا کوئی فائدہ سمجھ میں آجائے، مطلب یہ کہ کس واسطے سے میں نے آپ کو اجازت دی ہے اور کن کن مشائخ اور بزرگوں سے آپ کا تعلق کس درجہ میں ہوا ہے؟ کون آپ کے داداستاذ ہوئے، کون پڑداداستاذ ہوئے؟ تفصیل کا وقت نہیں ہے، میں اس وقت مختصراً اشارہ کر رہا ہوں، تفصیل کے لیے تو بڑا وقت چاہیے پھر کسی وقت پر اِنْ شَآءَ اللہ تفصیلات پیش کردی جائیں گی۔

سند بیان کرنے کی وجہ:

بہرحال یہ نسبتیں اس لیے ذکر کردی گئی ہیں کہ حضرت امام عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ، وَلَوْ لَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَآءَ مَا شَآءَ

(عن عبداللہ بن المبارک، مقدمۃ الجامع الصحیح لمسلم: ۱/۱۵، بیروت)

سند بھی دین کا حصہ ہے، سند بیان کرو کہ کس سے پڑھا، اُس نے کس سے پڑھا، اس کا اُستاد کون ہے؟ یہ بھی دین ہے، وَلَوْ لَا الْاِسْنَادُ اور اگر یہ سند نہ ہوں، لَقَالَ مَنْ شَآءَ مَا شَآءَ پھر تو ہر آدمی جو چاہے گا وہ کہہ دے گا کہ میں یوں کہہ رہا ہوں۔ تمھارے کہنے سے کیا ہوتا ہے؟ تم اپنی سند بیان کرو۔ تو اس لیے یہ سند میں نے اس وقت ذکر کیں اور مطالبہ بھی ہو رہا تھا تو میں نے وہ عرض کردیا۔

اب حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی سند پر کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

ابوزُرعہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ابوہُریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند یہاں بیان فرما رہے ہیں:

اَحْمَدُ بْنُ اِشْکَابَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ عُمَارَۃَ بْنِ الْقَعْقَاعِ

عَنْ اَبِیْ زُرْعَۃَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

یہ وہ حضرت ابوزرعہ ہیں جن کو سات لاکھ حدیثیں یاد تھیں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خود فرمایا کہ میں نے چھ لاکھ احادیث میں سے یہ بخاری شریف مرتب کی ہے۔ امام ابوزرعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں اور حضرت ابوہریرہ نے پانچ ہزار سے زیادہ احادیث روایت فرمائی ہیں [1]، اور یہ "مُکَثِّرِیْن" صحابہ کرام میں سے ہیں، مُکَثِّرِیْن؟ زیادہ تعداد میں جن کی روایات ہیں۔

آخری حدیث کا مفہوم وتشریح:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ:

كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ

دو کلمات، دو جملے، دو کلام اللہ تعالیٰ کو بڑے محبوب ہیں، رحمٰن کو محبوب ہیں، رحمٰن کون ہے؟

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

(بنیٓ اسرآءیل: ۱۱۰)

اللہ تعالیٰ کے بڑے پیارے پیارے نام ہیں انھی ناموں میں ایک نام مبارک اُن کا "اللہ" بھی ہے اور ایک نام مبارک "رحمٰن" ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو بڑے محبوب ہیں یہ دو کلمات، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اِن دو کلمات کا پڑھنے والا ہوگا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جائے گا۔ اور فرمایا:

زبان پر بالکل ان کا پڑھنا ہلکا پھلکا ہے، کوئی وزن نہیں ہے، ہلکے پھلکے کلمات ہیں، آسانی سے اَدا ہوجاتے ہیں۔ لیکن:

ثَقِيْلَتَانِ فِى الْمِيْزَانِ

جب میزان میں ان کو رکھا جائے گا تو بڑے بھاری ہوں گے، ان کا بہت بڑا وزن ہوگا۔ تو پتہ چلا اس حدیث سے بھی کہ میزان کے اندر اعمال تُلیں گے۔ تو جن لوگوں نے یہ کہا تھا کہ "میزان

[1] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تقریباً پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) احادیث مروی ہیں۔
(آثار الحدیث: ۱/۳۸۰، از حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہٗ)

نہیں ہوگی، عمل نہیں تُلیں گے‘‘ ان کی غلطی اس سے واضح ہوگئی۔ اب وہ دو کلمے کون سے ہیں؟ فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

یہ پڑھ لو سارے مل کے!

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ...... الخ کے چند فضائل:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

۱ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص سو مرتبہ ان کو روزانہ پڑھے گا تو اس کے گناہ کے متعلق فرماتے ہیں: وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی اگر اس کے گناہ ہوں گے چھوٹے گناہ، تو سب معاف کردیے جائیں گے۔ (متفق علیه، كذا في المشكاة: ۲/۱۱۷ (۲۲۹٦)، كتاب الدعوات، باب ثواب التسبيح و التحميد و التهليل و التكبير، الفصل الاول، بيروت)

۲ اور روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوئے، وہ صحابی عرض کرنے لگے: یارسول اللہ! میرے گھر میں بڑی تنگی ہے، پریشانی ہے، فقر و فاقہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ پڑھا کرو:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

اور ایک جملہ اور ملاؤ آخر میں:

وَ بِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ، وَ بِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

سو مرتبہ تم یہ پڑھ لیا کرو۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے اس پر عمل کیا، کچھ دن کے بعد وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کرنے لگے کہ: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اتنا عطا فرمادیا ہے کہ گھر میں رکھنے کی جگہ ہی باقی نہیں رہی۔

(احياء علوم الدين للغزالي: ۱/ ۲۹۹، كتاب الاذكار و الدعوات، بيروت)

سب کو میں درخواست کررہا ہوں اپنے عزیز طلبا و طالبات، معلمین و معلمات اور سامعین و

سامعات، جتنے بھی ہیں چھوٹے اور بڑے، وہ روزانہ سو مرتبہ پڑھنے کا معمول بنائیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ، وَ بِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه

اگر سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام کو ہو جائے تو پھر کیا ہی کہنے! اور اگر فقر و فاقہ کے لیے پڑھنا چاہیں، تنگی کو دُور اور دفع کرنے کے لیے، تو پھر سب سے اچھا وقت اس کے پڑھنے کا کیا ہے؟ فجر کی سنتوں کے بعد فرائض اَدا کرنے سے پہلے پڑھ لیا کرو۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ، وَ بِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه

یہ نسخۂ کیمیا ہے جو حضور اکرم ﷺ نے عطا فرمایا۔ اور یہ دو کلمات دیکھئے! اللہ تعالیٰ کو اتنے پسند ہیں، اتنے محبوب ہیں کہ پڑھنے والا بھی اللہ کا محبوب بن جائے گا اور وزن اس کا بہت بڑا ہے۔

۳ حدیث میں آتا ہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ جب انسان کہتا ہے، نِصْفُ الْمِيْزَانِ آدھا میزان بھر جاتا ہے، وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَؤُهٗ اور جب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہتا ہے تو سارا میزان بھر جاتا ہے۔ یہ اتنے وزنی کلمات ہیں، ان کا اتنا اللہ تعالیٰ نے ثقل رکھا ہے، ان کا اتنا وزن رکھا ہے۔

(رواہ سنن الترمذی: ۴۹۳/۵ (۳۵۱۹)، کتاب الدعوات، بیروت)

کلمات کی عنداللہ وجۂ محبوبیت:

اب اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہیں، محبوب ہیں، پڑھنے والا بھی محبوب ہے، کیوں؟ اُس کی وجہ یہ ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف کی ہے، اللہ کو اپنی تعریف پسند ہے اس لیے کہ وہ تعریف کے لائق ہے، سزاوار ہے، مستحقِ حمد ہے، مستحقِ تعریف ہے۔ کائنات کے اندر اگر مخلوق اپنے آپ کو سمجھے کہ میں یوں ہوں، وہ ہوں اور فلاں ہوں، یہ تو حماقت کی بات ہے۔ کیونکہ انسان کے پاس جتنی خوبیاں ہیں ذاتی نہیں، اللہ نے ان کو وہ خوبیاں عطا فرمائی ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی جو خوبیاں ہیں وہ اُن کی ذاتی خوبیاں ہیں، تو تعریف کے مستحق تو وہی ذات ہے:

وَلَهُ الْحَمْدُ، وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(الروم: ۱۸ و الجاثیۃ: ۳۷)

تعریف بھی اُسی کی، العَظَمَةُ لِلّٰہِ عظمت بھی اُسی کی ہے۔اسی لیے یہ بتایا:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

"سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ" کا ترجمہ وشرح:

اب اس کا ترجمہ سن لیجیے اُس کے بعد دُعا کرتے ہیں!

سُبْحَانَ اللّٰہِ کا ترجمہ اور معنیٰ ہے: اُسَبِّحُ سُبْحَانَ اللّٰہ میں اِعتراف اور اِقرار کرتا ہوں اس بات کا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ اقدس تمام عیوب سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات میں کوئی عیب نہیں ہے۔

لَا ضِدَّ لَهُ وَلَا نِدَّ لَهُ وَلَا كُفُوَ لَهُ وَلَا مِثْلَ لَهُ وَلَا مُمَاثِلَ لَهُ
وَلَا نَظِيْرَ لَهُ وَلَا شَرِيْكَ لَهُ

کوئی اُس کی ذات میں اس کا شریک نہیں ہے، اس کی ذاتِ اقدس میں کسی قسم کا کوئی نقص، کوئی شائبہ نہیں ہے، یہ معنیٰ کس کا ہے؟ سُبْحَانَ اللّٰہِ کا۔

اس کے بعد وَ بِحَمْدِہٖ ۔ وَ بِحَمْدِہٖ میں واؤ کو حالیہ بھی لیا گیا ہے، اس کا معنیٰ یہ ہوگا کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اللہ تعالیٰ تمام عیوب سے پاک ہیں اور اس حال میں کہ تمام خوبیاں، تمام کمالات اس کی ذاتِ اقدس میں موجود ہیں، جمع ہیں، یہ معنیٰ ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ کا۔

اور یہ ظاہر بات ہے کہ خوبیاں سب اس کی ذاتِ اقدس میں موجود ہیں؛ کمال، جمال، نوال جتنی بھی چیزیں ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس میں موجود ہیں، اور وہ خود اُن کی ذاتی خوبیاں ہیں؛ کمال بھی ان کا ذاتی ہے، نوال بھی ذاتی ہے، جمال بھی ذاتی ہے۔اللہ نے اور لوگوں کو جو جمال اور حُسن عطا فرمایا ہے وہ عطائی حُسن ہے، ذاتی حُسن نہیں، ذاتی حُسن تو اللہ تعالیٰ کی ذات میں موجود ہے۔

اس سے یہ اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب کائنات کے اندر اللہ تعالیٰ ایسے ایسے حسین پیدا فرمادیے تو پھر وہ خود کتنے حسین ہوں گے؟ جب عطائی حُسن کا یہ حال ہے تو پھر ذاتی حُسن کا کیا حال ہوگا؟ اس کو تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔تو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ کا مطلب یہی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ

ہر عیب سے پاک اور ہر خوبی اس کی ذات میں موجود ہے۔

اَلْمُسْتَجْمِعِ لِجَمِيْعِ الصِفَاتِ الْكَمَالِ

کمال کی ساری صفتیں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس میں پائی جاتی ہیں اور اس کی ذات میں موجود ہیں، اور وہ اس کی ذاتی صفتیں ہیں کوئی عطائی نہیں۔ اللہ نے کسی سے حُسن یا کوئی کمال جمال نہیں اَخذ کیا ہے وہ تو خود منبع الکمالات اور مخزن الکمالات ہیں، ان سے دوسروں کو کمال عطا ہوتا ہے، ان کے جو کمالات ہیں وہ ذاتی کمالات ہیں۔ یہ معنیٰ ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ کا!

"سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" کا ترجمہ و شرح:

اور اب آگے آجائیں! سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کا مطلب یہ ہے کہ میں ایک دفعہ پھر اس بات کا اِعتراف کرتا ہوں کہ اس کی ذات میں کوئی عیب نہیں ہے، اور ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرتا ہوں:

اَلْعَظِيْمِ کہ وہ عظیم ہیں اور سب سے زیادہ عظمتوں کے حامل ہیں۔ اَللّٰهُ اَكْبَر کا معنیٰ یہی ہے:

کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر شے سے بڑے ہیں، کوئی اس کے برابر شے نہیں ہو سکتی ہے۔

اَلْعَظِيْمِ وہ عظمتوں کے مالک ہیں، کبریائی کے مالک ہیں:

لِلّٰهِ الْعَظْمَةُ وَ لَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

تو سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کا مطلب یہ ہوا کہ ساری عظمتیں اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے لائق ہیں۔

حاصلِ کلمات اور حقیقتِ علم:

اب حاصل نکلے گا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کا! شروع میں مَیں نے اشارہ کیا تھا کہ علم کی حقیقت آگے آرہی ہے۔ علم کی حقیقت کیا ہے؟ اب سمجھ آجائے گی۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ کا جب یہ مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کوئی کسی قسم کا نقص نہیں، ساری خوبیاں اس کی ذات میں موجود ہیں اور محبت کے سارے اسباب کمال، نوال، جمال یہ سارے اس میں پائے جاتے ہیں تو ان کا تقاضا ہے کہ سب سے زیادہ محبت صرف اللہ تعالیٰ سے ہونی

چاہیے۔

اور سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کا خوف اور ڈر انسان کے دل میں ہونا چاہیے۔

جب عظمت تقاضا کرتی ہے خوف کا اور خوبیاں تقاضا کرتی ہیں محبت کا، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بھی دل میں ہونی چاہیے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوف بھی انسان کے قلب میں موجود ہونا چاہیے، محبت اور خوف کے اس مجموعے کا نام ''خشیت'' ہے، اور یہی ''علم کی حقیقت'' ہے۔

اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا

(فاطر: ۲۸)

پس ''عالم'' اس کو کہا جائے گا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کا خوف ہوگا، اور یہی محبت اور خوف جمع ہونے سے انسان متقی اور پرہیزگار بنتا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ جب محبت ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا اور جب خوف ہوگا تو گناہوں سے بچے گا، یعنی خوف گناہوں سے بچائے گا اور محبت اللہ کے حکموں پر عمل کی طرف متوجہ کرے گی، اور اسی کا نام ''تقویٰ'' ہے۔ کیونکہ تقویٰ کہتے ہیں:

اِمۡتِثَالُ الۡاَوَامِرِ اِجۡتِنَابُ عَنِ النَّوَاہِیۡ بِاِخۡتِیَارِ الۡعَبۡدِ کو

تو علم کی حقیقت یہاں آگئی خشیت، یا دوسرے لفظوں میں آپ کہہ لیں کہ تقویٰ علم کی حقیقت ہے۔ صرف کتاب کے الفاظ پڑھ لینے سے انسان عالم نہیں بنتا، عالم کب بنے گا؟ جب علم کی حقیقت اس کے اندر پائی جائے گی؛ اللہ کی محبت اور اللہ کا خوف، خشیت اور تقویٰ، وہی عالم ہوگا، اور جس میں علم کی یہ حقیقت موجود نہیں ہوگی، وہ کتابیں ایک نہیں سینکڑوں ہزاروں پڑھ لے عالم نہیں کہلا سکتا، اس لیے کہ اُس میں علم کی حقیقت نہیں پائی جاتی۔ یہی چیز ہمارے سمجھنے کی ہے کہ آٹھ سال، دس سال، سولہ سال، چار سال علمِ دین پڑھنے کے بعد اگر ہمارے اندر یہ علم کی حقیقت نہ آئی تو پھر یہ سوچنے کی بات ہو گی کہ اس پڑھنے اور پڑھانے کا حاصل کیا ہوگا اور نتیجہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ ہمیں علم کی حقیقت بھی عطا

فرمائے۔

مجلسِ حدیث اور کفارۂ مجلس:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری حدیث پاک لا کر کتنے اُمور اور کتنے حقائق کی طرف ہمیں متوجہ کر دیا ہے۔ اور پھر سب سے آخر میں یہ حدیث پاک لا رہے ہیں حالانکہ پہلے دو مرتبہ [1] یہ حدیث لا چکے ہیں، آخر میں پھر اس حدیث کو لائے تا کہ مجلس کا کفارہ بھی بن جائے۔

یہ حدیث کی ایک مجلس تھی جو امام بخاری نے قائم فرمائی، اور وہ مجلس کہاں سے شروع ہوئی؟ بَاب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ سے آغاز ہوا اور باب قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى: وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ اس باب میں اس حدیث کے لانے سے یہ مجلس مکمل ہوئی تو جاتے ہوئے مجلس کا کفارہ بھی ہو گیا، کہ اگر پڑھنے پڑھانے میں کوئی کوتاہی بھی ہوئی ہوگی تو سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ پڑھنے سے اس کوتاہی کی تلافی ہو جائے گی [2]۔

لفظ ''اَللّٰه'' پر مشتمل آخری کلام دخولِ جنت کی ضمانت:

اور پھر یہ جو حدیث پاک کے اندر آیا ہے کہ:

مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

(رواه أبو داؤد، كذا في المشكاة: ۱/۵۰۹ (۱۶۲۱)، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند من حضره الموت، الفصل الثاني، بيروت)

جس آدمی کا دُنیا سے رُخصت ہوتے وقت آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو تو وہ جنت میں

---

[1] امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح میں یہ روایت کل تین مقامات پر ذکر فرمائی ہے، یعنی: (۱) كتاب الدعوات (۲) كتاب الايمان و النذور (۳) كتاب التوحيد۔

[2] انظر: سنن الترمذي: ۵/۳۷۱ (۳۴۳۳)، كتاب الدعوات، باب ما يقول اذا قام من مجلسه، بيروت ۔ و شعب الايمان للبيهقي: ۲/۱۴۱ (۶۱۹)، العاشر من شعب الايمان و هو باب في محبة الله عزوجل، فصل في فداء المؤمن، الرياض۔

جائے گا۔اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا جملہ، ایسا کلام آخرِ وقت میں اگر اُس کی زبان پر جاری ہوا جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام مبارک آرہا ہے، چاہے وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی صورت میں ہو یا سُبْحَانَ اللّٰہ کی صورت میں ہو، اس کے لیے بھی یہی بشارت ہے کہ اگر اس وقت اس کا خاتمہ ہوگیا تو وہ جنت میں جائے گا۔امام بخاری نے آخر میں یہ حدیث لاکر یہ بھی اشارہ کردیا۔

اس کے عجائب ختم نہیں ہوں گے:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث بلکہ ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' ہیں ان کی کتاب کے مطالب، عجائبات اور غرائبات بہت زیادہ ہیں۔جیسے قرآنِ پاک کے بارے میں ہے:

لَا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُہٗ

(سنن الترمذی: ۲۲/۵ (۲۹۰۶)، کتاب فضائل القرآن، باب ما جآء فی فضل قاری القراٰن، بیروت)

یہی بات بخاری شریف کے بارے میں بھی علماء نے لکھی ہے کہ لَا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُہٗ اس کے عجائب ختم ہونے والے نہیں ہیں؛ عجائب بھی اور غرائب بھی۔ فَلِلّٰہِ دَرُّہٗ

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی برکات ہم سب کو عطا فرمائیں، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ارشاد فرمایا کہ: حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علم میں برکت دو وجہ سے ہوتی ہے: ایک تو ''اساتذہ کا ادب'' اور دوسرا ''تقویٰ''۔اگر انسان میں گناہ کرنے کی عادت ہے تو اُس کے علم میں برکت نہیں ہوگی۔لہٰذا اُستادوں کا ادب کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔(طلبہ ومدرسین سے خصوصی خطاب: ۳۱)

علمِ نبوت اور نورِ نبوت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ارشاد فرمایا کہ: علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے ختم بخاری شریف پر مولانا عبداللہ شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ اے علماء کرام! بخاری شریف پڑھ کر آج آپ لوگ عالم ہو گئے، مگر بخاری شریف کی رُوح جب ملے گی جب کچھ دن کسی اللہ والے کے پاس رہ لوگے۔ کیونکہ ''علمِ نبوت'' کے ساتھ ''نورِ نبوت'' کی بھی ضرورت ہے۔ علمِ نبوت ''مدارس'' سے حاصل کرلو اور نورِ نبوت ''اللہ والوں'' سے حاصل کرلو۔

نورِ نبوت کے بعد پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ کو اللہ کی محبت اور خشیت کیسے حاصل ہوتی ہے اور آپ کیسے اللہ والے بنتے ہیں۔ کیفیاتِ احسانیہ اہل اللہ کے سینوں سے ملتی ہیں اور کمیاتِ اعمالیہ کتبِ مدارس سے ملتی ہیں۔ اعمال کی کمیات کتبِ مدارس سے حاصل ہو جاتی ہیں، لیکن اعمال کی کیفیات کہ کس کیفیت سے نماز پڑھنی چاہیے، کس کیفیت سے تلاوت کرنی چاہیے، کس کیفیت سے اللہ کا نام لینا چاہیے۔ یہ کیفیات اہل اللہ کے سینوں سے ملتی ہیں۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''واما نور باطن صلی اللہ علیہ وسلم از سینۂ درویشاں باید جست''

کہ نورِ باطن تو اللہ والوں کے سینوں سے حاصل ہوگا اور اس کے بغیر دین رسمی ہوتا ہے، زبان پر ہوتا ہے دل میں نہیں اُترتا۔ (تقریر ختم قرآن مجید و بخاری شریف:۶۱)

حاصلِ تصوف

"وہ ذرا سی بات جو حاصل ہے تصوف کا یہ ہے کہ جس طاعت میں سُستی محسوس ہو، سُستی کا مقابلہ کر کے اس طاعت کو کرے اور جس گناہ کا تقاضا ہو تقاضے کا مقابلہ کر کے اس گناہ سے بچے۔ جس کو یہ بات حاصل ہو گئی اس کو پھر کچھ بھی ضرورت نہیں، کیونکہ یہی بات تعلق مع اللہ پیدا کرنے والی ہے اور یہی بات اس کی محافظ ہے اور یہی اس کو بڑھانے والی ہے"۔

ملفوظ حکیم الامّت مجدّد الملّت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

مدرسہ احیاء السنّہ و خانقاہ اشرفیہ اختریہ مقیمیہ

فاروقہ (پوسٹ کوڈ ۴۰۰۴۰) ضلع سرگودھا